مجدد نے اب سے ڈھائی سو برس پہلے برپا کر دیا تھا۔ "اِنَّ فِیْ ذٰالِکَ لَعِبْرَۃً لِّمَنْ یَّخْشٰی" علاوہ ازیں ادبی حیثیت سے بھی یہ کتاب بڑی وقیع ہے کیوں کہ زور قلم نے اس میں خطابت کا رنگ پیدا کر دیا ہے، اس بنا پر مولانا کو یہ کہنے کا حق ہے:

ذکر اس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا
بن گیا رقیب آخر جو تھا راز داں اپنا

البتہ یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا کہ ایک طرف تو حضرت مجدد میں تشدد اور غیر مسلموں کے ساتھ تعصب کا یہ عالم کہ کوئی خواہ کتنا ہی بڑا ہو وہ اس کی تعظیم نہیں کرتے تھے۔ (ص ۱۸۱) حالانکہ حسن اخلاق جس کا داعی اسلام ہے اس کا تقاضا اس کے خلاف ہے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "اکرموا کریم کل قوم" اور ایک صحیح حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک یہودی کا جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے، صحابہ نے اس پر پوچھ گچھ کی تو ارشاد ہوا: "کیا وہ انسان نہیں تھا" لیکن دوسری طرف جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے حضرت مجدد اس درجہ نرم اور متساہل ہیں کہ سجدۂ تعظیمی کو رخصت قرار دیتے ہیں (ص: ۱۶۳ و ۳۲) حالانکہ رخصت و اباحت کا کیا ذکر، غیر اللہ کو سجدہ کرنا، خواہ کسی نیت اور کسی ارادہ سے ہو اسلام میں قطعاً حرام اور ممنوع ہے، حقیقت یہ ہے کہ اسی قسم کے مسائل اور بعض فقہا کی ان کے بارہ میں آرا ہیں جن کے باعث فقہ بدنام ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ وہ شخصی سلطنتوں اور عصری فضا اور ماحول کے اثرات سے محفوظ نہیں رہ سکا ہے۔ حضرت مجدد کی شخصیت اور ان کے مرتبہ و مقام کی عظمت و بلندی سے انکار ممکن نہیں ہے لیکن اس میں بھی شک نہیں ہے کہ حضرت مجدد نے بعض مسائل فقہیہ میں جمہور امت یا ظاہر الروایۃ کی مخالفت کی ہے نیز بعض شرعی امور و